© rasailojaraid.com

جناب عبدالواحد

خلیفۂ اوّل

حضرت صدّیق اکبرؓ قرآن کے آئینے میں!

خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بعد انبیاء و رسل جملہ خلائق و مخلوقات میں سب سے افضل و اعلیٰ ہے، مردوں میں سب سے پہلے قبولِ اسلام کی سعادت محض آپ کو نصیب ہوئی۔ بارگاہِ رسالت سے صدیق و عتیق کے لقب پائے، امت مسلمہ میں آپ ہی کا وجود مسعود ہے، جس کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۹ھ میں امیر الحجاج منتخب کر کے آپ کے خلیفہ اول کی نامزدگی کی تعبیر و تصدیق فرمائی اور اپنی آخری علالت کے دوران "مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" فرما کر آپ کی خلافت کی تائید و تاکید کر دی۔ دورانِ ہجرت صاحب الغار بنے اور بعد از وفات صاحبِ مزار سے بہرہ ور ہوئے۔

چنانچہ انہی ستودہ صفات کے حامل صدیق اکبرؓ کی زندگی کے چند محاسن و محامد اور فضائل و شمائل کا ذیل میں مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے، جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب "قرآن حکیم" مندرج فرمایا ہے

تقوے و پرہیزگاری

سعید بن صفوان جو مصاحبتِ حضرت علیؓ میں تھے، نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک

۱؎ صحیح مسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دفعہ قسم کھائی کہ :

"اس خدا کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جب ان کی تصدیق ابوبکرؓ سے کرائی"

تو یہ آیت نازل ہوئی :

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ؁ [1]

یعنے جو آدمی سچے دین کو لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ (دونوں) متقی ہیں۔

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یہ روایت درست ہے کیونکہ ایسا ہی حضرت علیؓ نے کہا۔

نیز یاد رہے کہ مفسرین نے آیت مذکورہ کا شانِ نزول یہی لکھا ہے کہ سچ لانے والے سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تصدیق کرنے والے سے ابوبکر صدیقؓ مراد ہیں۔ چنانچہ شیعہ تفاسیر مجمع البیان وغیرہ میں بھی یہی مرقوم ہے۔

کامل ایمانداری اور مصاحبتِ رسولؐ

قبل از بعثت بھی آپؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مخلص اور وفادار دوست کی سی حیثیت میں تھے۔ لیکن جب سے قبول اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ اس الفت و محبت میں بے پناہ اضافہ ہوا حتیٰ کہ جان سے بھی زیادہ ہوگئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ کے انتہائی فداکار و جاں نثار بن کر رہے۔ نشست و برخاست اور حضر و سفر میں آپ کے رفیق و مشیر رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سب لوگوں کے احسانوں کا بدلہ میں دنیا میں دے چکا ہوں مگر صدیق اکبرؓ۔ ان کے احسانات کا بدلہ قیامت کے روز خدا ہی دے گا" (الحدیث)

چنانچہ ہجرت کے دوران آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا سفیر بنایا اور غارِ ثور میں صاحب الغار (یارِ غار) کا اعزاز پایا جس کا ذکر قرآن پاک نے اس طرح کیا ہے۔

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

---

[1] شمر دع پارہ ۲۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ ؎۱

جبکہ وہ دونوں (رسول مقبولؐ، صدیق اکبرؓ) غار (ثور) میں تھے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحب (ساتھی) کو کہہ رہے تھے کہ غم بالکل نہ کیجیے۔ بلاشبہ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُس پر تسلّی نازل فرمائی۔

اس آیت میں چند قابل غور باتیں ہیں:

ا حضرت ابو بکر صدیق کو "ثانی اثنین" کے لقب سے نوازا گیا۔

ب "ھما" ضمیر تثنیہ کی ہے جو دو افراد پر مشتمل ہے۔ ان دونوں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ مراد ہیں۔

ج "لصاحبہٖ" میں صاحب سے مراد ابو بکر اور "ہٖ" ضمیر کا مرجع آپؐ ہیں۔

د "اِنَّ اللّٰهَ معنا" میں لفظ "معنا" کی ضمیر "نا" میں آپؐ اور حضرت ابو بکرؓ ہیں۔

اول الذکر میں "ثانی اثنین" اور "ھما" ضمیر تثنیہ میں محض آپؐ اور ابو بکرؓ مراد ہیں۔ یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے کامل ایماندار ہونے کی زبردست دلیل ہے کیونکہ قدیم اسلامی تاریخ میں کوئی ایک بھی ایسا ثبوت نہیں ملتا کہ کسی نبی کے ساتھ (نعوذ باللہ) کسی بے ایمان شخص کو ملا کر تثنیہ کی ضمیر آئی ہو۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ فَاْتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

تیسری شق میں ابو بکرؓ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب (ساتھی) قرار دیا گیا۔ کیا کبھی ایسا بھی ہوا کہ کسی نبی نے عمداً کسی بے ایمان کو اپنا مصاحب و ساتھی بنایا؟ ہمارا ایمان ہے کہ ایسا ہرگز نہیں

فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِي الْاَبْصَارِ ○

چوتھی شق میں اللہ تعالیٰ کی معیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ دونوں کے ساتھ برابر وارد ہوئی ہے۔ کیا جس شخص کو تائید ربانی اور معیت رحمانی حاصل ہو اس کے ایمان میں شک کیا جا سکتا ہے؟ بصورت دیگر تو (نعوذ باللہ) ایمانِ رسولؐ پر بھی زد پڑ سکتی ہے کیونکہ آیۂ مذکورہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ دونوں پر معیتِ خداوندی کی شہادت ہے۔

؎۱ پ۱۰۔ سورۃ التوبہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس ضمن میں یہ چیز بھی نقل کی جاتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت حسان بن ثابت رضؓ سے ارشاد فرمایا کہ :۔

"اگر تم نے ابو بکرؓ کی شان میں کچھ کہا ہے تو سناؤ۔"

انہوں نے ذیل کے ابیات دربارِ رسالت میں پیش کیے :۔

وَثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ الْمُنِيفِ وَقَدْ ... طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا

وَكَانَ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا ... مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ رَجُلَا

ترجمہ :۔ برگزیدہ وہ یارِ غار رسول ہیں جب آپ پہاڑ پر چڑھتے ہیں تو دشمن ڈر کر بھاگ جاتے ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسی کچھ ان سے محبت ہے ۔ سب پر ظاہر ہے ۔ دنیا میں آپ کو مخلوق میں کسی کے ساتھ محبت نہیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسانؓ کا یہ کلام سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ :۔

"حسان ! تم سچ کہتے ہو ۔ وہ (صدیق) ایسے ہی ہیں"

محبتِ اسلام اور شہادتِ رحمٰن

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ یہودیوں کے مدرسہ میں گئے ۔ یہاں کا بڑا معلم فنحاص تھا اور اس کے ماتحت ایک بہت بڑا عالم اشیع تھا ۔ لوگوں کا مجمع تھا اور وہ لوگوں کی باتیں سن رہے تھے ۔ آپؓ نے فرمایا ۔

"فنحاص ! اللہ سے ڈر اور مسلمان ہو جا ۔ خدا کی قسم تجھے معلوم ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں وہ اس کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں ۔ ان کی صفات تورات وانجیل میں تمہارے ہاتھوں میں موجود ہیں"

فنحاص نے جواب دیا کہ :۔

ابو بکر سن ! خدا کی قسم خدا ہمارا محتاج ہے ۔ ہم اس کے محتاج نہیں ۔ ہم اس کی طرح نہیں گڑگڑاتے جیسے وہ ہماری جانب عاجزی کرتا ہے[1] ۔ بلکہ ہم تو اس سے بے پروا

---

[1] من يقرض الله قرضاً حسناً کی طرف اشارہ ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں۔ ہم غنی اور تونگر ہیں۔ اگر وہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض طلب نہ کرتا جیسے کہ تمہارا پیغمبر کہہ رہا ہے۔ ہمیں تو سود سے روکے اور خود سود دے۔ اگر غنی ہوتا تو ہمیں سود کیوں دیتا؟"

اس پر صدیق اکبرؓ کو سخت غصہ آیا اور فنحاص کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ رسید کیا۔ اور فرمایا:۔

"خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم یہود سے معاہدہ نہ ہوتا تو میں تجھ جیسے دشمنِ خدا کا سر قلم کر دیتا۔"

فنحاص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر شکایت کی۔ آپؐ نے ابوبکرؓ سے پوچھا کہ اسے کیوں مارا؟ تو آپ نے سارا واقعہ من وعن کہہ سنایا۔ اس پر یہودی اپنے اس قول سے منحرف ہو گیا کہ میں نے تو یہ بات بالکل نہیں کہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ سے گواہ طلب کیا۔ چونکہ اس وقت کوئی مسلمان گواہ موجود نہیں تھا جس کا نام حضرت ابوبکرؓ شہادت کے لیے پیش کرتے۔ اس لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ نہایت پریشان ہو گئے۔ چنانچہ آپ کی حیرانگی و پریشانی کو دور کرنے اور اصل واقعہ کو واضح کرنے کے لیے آپ کی شہادت خود خدائے ذوالجلال نے ان الفاظ میں دی۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ [1]

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات کو سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی و تونگر ہیں۔ ان کے اس قول کو ہم لکھ لیں گے اور ان کا انبیاء کو بے وجہ قتل کرنا بھی اور ہم ان سے کہیں گے کہ جلنے والا عذاب چکھو۔

قارئین کرام! غور فرمائیے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بصورتِ عدمِ گواہ قصاص میں ایک زوردار تھپڑ کی سزا ملنا ضروری تھا مگر خدا تعالیٰ کو اتنا بھی صدیق اکبرؓ کے لیے گوارہ نہ ہوا۔ فوراً آیت نازل فرما کر اس کی شہادت و گواہی دیتے ہوئے آپ کو بری قرار دیا۔ جو خدا صدیق اکبرؓ کے لیے ایک تھپڑ کی سزا بھی برداشت نہ کرے۔ بھلا وہ خدا ایسے انسان کو جہنم کی سزا کے لیے کیسے گوارا کرے گا؟ اَلَيْسَ

[1] مَنْ يُّقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا کی طرف اشارہ ہے [illegible] سورہ آل عمران

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝

سخاوت و فیاضی

آپ بہت بڑے سخی اور فیاض تھے۔ مسلمان قیدیوں کو رہا کرانے میں آپ پیش پیش رہتے۔ آپ نے جن مسلمان قیدیوں کو معاوضہ دے کر آزاد کرایا ان میں وہ بھی ہیں جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

حضرت بلال حبشی امیہ بن خلف کا غلام تھا۔ جونہی اسلام قبول کیا۔ آپ کو امیہ بن خلف کے گوناں گوں ظلم وستم کا تختۂ مشق بننا پڑا۔ عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت بلالؓ کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک چادر اور دس پیمانہ غلہ کے بدلے میں خرید کر آزاد کرا دیا تو یہ آیات حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئیں :۔

وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ۝
إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ [1]

قسم ہے رات کی جب چھا جائے اور قسم ہے دن کی جب روشن ہو اور قسم ہے اس ذات کی جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا۔ یقیناً تمہاری کوشش مختلف قسم کی ہے۔

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ :۔

"حضرت ابوبکر صدیق مکہ مکرمہ میں ابتدائے اسلام میں بڑھیا عورتوں اور ضعیف لوگوں کو جو مسلمان ہو جاتے تھے آزاد کروایا کرتے تھے۔ اس پر ایک مرتبہ آپ کے والد ابو قحافہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے کہا بیٹیا! تم جو ان کمزور ہستیوں کو آزاد کرتے پھرتے ہو۔ اس سے یہ اچھا ہے کہ نوجوان طاقتوروں کو آزاد کراؤ تاکہ وہ تمہارے کام آئیں، تمہاری مدد کریں اور دشمنوں سے لڑیں تو بیٹے نے جواب دیا کہ ابا جان! میرا ارادہ دنیوی فائدے کا نہیں میں تو صرف اللہ کی رضا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس پر آپ کے حق میں یہ آیات نازل ہوئیں :۔

---

[1] پ ۳۰، سورۃ لیل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰی ○
وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ○ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ○
وَمَا يُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ○ ؎

پس جو شخص دیتا رہے گا اور ڈرتا رہے گا اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا تو ہم بھی اس کے لیے آسانی پیدا کر دیں گے۔ لیکن جو بخیلی کرے گا اور بے پرواہی برتے گا اور نیک باتوں کی تکذیب کرے گا تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔ اس کا مال اس کو اوندھا کیا جانے کے وقت کچھ کام نہ آئے گا۔

عروہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات ایسے اشخاص کو آزاد کرایا جن کو محض اسلام قبول کر لینے کی پاداش میں تعذیب دی جاتی تھی تو اس پر یہ آیات آپ کے حق میں نازل ہوئیں۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰی ○ الَّذِیْ يُؤْتِیْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰی ○ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی ○ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ○ وَلَسَوْفَ يَرْضٰی ○ ؎

اور اس (نار جہنم) سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو پرہیزگار ہو گا اور جو پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہو گا۔ کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہو بلکہ اپنے پروردگار بزرگ و بلند کی رضا مطلوب ہوتی ہے یقیناً وہ (خدا) بھی عنقریب رضامند ہو جائیگا۔

چنانچہ صحیح حدیث میں مرقوم ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مال نے جو مجھے نفع پہنچایا ایسا کبھی کسی اور کے مال نے نہیں نفع دیا۔" ؎

مغفرتِ ربِّ غفور

مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام تھا لیکن بہتانِ صدّیقہ رضی اللہ عنہا میں شامل تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدّیقہ کی برارت نازل فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کا روزینہ بند کر دیا اور قسم کھائی کہ واللہ! میں اس کے ساتھ کبھی بھی کسی قسم کا سلوک نہ کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے

؎ پ ۳۰۔ سورہ لیل ؎ ایضاً ؎ مرقع جلد اول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت ابوبکر صدیق کو حضرت مسطح بن اثاثہ رضی کی طرف متوجہ کرتے ہوئے اپنی مغفرت وبخشش کا یوں انعام فرمایا

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ [1]

تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں، مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کے لیے قسمیں نہ کھانی چاہییے بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہییے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے اور اللہ تعالے مغفرت کرنے والا مہربان ہے۔

جونہی حضرت ابوبکر صدیق رضی کے کان میں یہ الفاظ "اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ" (کیا تم مغفرت وبخشش خدا کے طالب نہیں ہو؟) پڑے تو آپ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ "ہاں قسم ہے خدا کی ہماری تو عین چاہت ہے کہ خدا ہماری مغفرت کرے"۔ اور اسی وقت سے مسطح بن اثاثہ کو بلایا اور جو کچھ دیا کرتے تھے جاری کر دیا اور آئندہ کے لیے عہد کیا کہ واللہ! میں اس کے ساتھ کبھی بھی اس کا مقررہ روزینہ بند نہ کروں گا۔

جنت کا سرٹیفکیٹ

ابن حاتم بقول ابن شوذب بیان کرتے ہیں۔ جس کو صاحب تفسیر ابن کثیر نے بھی نقل کیا ہے کہ:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ○ [2] جو اپنے رب کے مقام سے ڈرا اس کیلئے دو جنتیں ہیں کی آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی کی شان میں نازل ہوئی۔

[1] پ ۱۸۔ سورہ نور [2] پ ۲۷ سورہ رحمٰن

© rasailojaraid.com